The First Era of the Editorship of the Literary Journal *Sahifa* and Abid Ali Abid: A Research and Critical Study

ادبی مجلہ "صحیفہ" کی ادارت کا عہد اول اور عابد علی عابد: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Ghulam Shabbir *1
Lecturer, Department of Urdu, Govt. Degree College of Special Education, Multan
Dr. Riaz Ahmad *2
Principal, GPS Channa Wala, Jhok Wains, Multan.

☆1 **غلام شبیر**
لیکچرار، شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج آف سپیشل ایجوکیشن، ملتان
☆2 **ڈاکٹر ریاض احمد**
پرنسپل، جی پی ایس، چناوالا، جھوک وینس، ملتان

Correspondance:riazahmad7578736@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 18-07-2026
Accepted:22-09-2026
Online:25-09-2026

Copyright:© 2026 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: Syed Abid Ali Abid was a Pakistani Urdu and Persian poet, educator and editor who was born on 17 September 1906 in Dera Ismail Khan, and died in Lahore, Pakistan on 20 January 1971. This research article examines the first era of the literary journal "Sahifa" and the editorial services of Syed Abid Ali Abid ،Published by Majlis-e-Taraqqi-e-Adab Lahore, "Sahifa" appeared in 1957 and soon became an important platform for research, criticism, and creative literature. Abid Ali Abid was the first editor of "Sahifa", played a central role in shaping the journal for 10 years, from June 1957 to October 1966. His aim was to connect the classical traditions of Urdu literature with modern ideas and contemporary literary needs. During his editorship, Sahifa published research papers, critical essays, poetry, fiction, drama, translations, book reviews, and other

forms of literary writing .The article particularly discusses Abid Ali Abid's editorials published under the title "Jama-e-Mutakallim." These editorials dealt with important literary and intellectual issues, including the value of tradition, the development of fiction, literary criticism, translation, language, education, journalism, and the relationship between literature and society. His book reviews also reflected his critical insight and broad literary knowledge. He maintained editorial standards and carefully selected material for publication .
The study shows that Sahifa provided opportunities to both established and emerging writers and received valuable contributions from different parts of the subcontinent. Abid Ali Abid's literary taste, editorial vision, and commitment to quality helped establish the journal as a respected name in Urdu literary journalism. His first editorial period therefore holds an important place in the history and development of Urdu literary journals.
KEYWORDS: Sahifa, Majlis-e-Taraqqi-e-Adab Lahore, Urdu Literary Journalism, Literary Journals, Editorial Writing, Literary Criticism, Modern Literature, Book Reviews, Urdu Literature, Literary Heritage, Translations, Editorial Contributions, Literary History

ادبی مجلہ نگاری کا مقصد ادیبوں کی تخلیقی اور ذہنی صلاحیتوں کو محفوظ کرنا اور ہر عام وخاص کے ذہن کو نئی روشنی مہیا کرنا ہے۔اس سے لکھاریوں کے ذہن کو جلا اور غور وفکر کی دعوت ملتی ہے۔ادبی جریدہ کو فضلاء، ادباء اور علماء کی انجمن کا درجہ حاصل ہوتا ہے جس سے تہذیب کی نشاۃ ثانیہ برپا ہو سکتی ہے۔ ان سے سماج کو فکری اور نظری طور پر متحرک رکھا جاسکتا ہے۔سر سید احمد خان کا جریدہ ''تہذیب الاخلاق'' کا یہی مقصد تھا کہ مسلمانوں کو فکری اور نظری طور پر متحرک کیا جائے۔اسی لئے اسے سنجیدہ جریدہ نگاری کا اولین سنگ میل مانا جاتا ہے۔اس سے قبل بھی برصغیر پاک وہند میں کئی اخبار

وجرائد شائع ہوتے رہے جن میں قابل ذکر "خیر خواہ ہند"، "گل دستہ"، "اودھ اخبار"، "سترہویں صدی" اور "اودھ پنچ" وغیر ہیں۔ادبی جرائد کی اس آنکھ مچولی میں سینکڑوں جرائد منظر عام پر آئے اور غائب ہو گئے۔

ان رسائل وجرائد کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان رسائل وجرائد کو واضح طور پر دو گروہوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔اول، اکثریت کے حامل رسائل و جرائد کا وہ گروہ ہے جو ماہانہ تھے اور ان میں مضامین کا حصہ آٹے میں نمک کے برابر تھا۔ان میں اکثر کسی نہ کسی تحریک یا نظریے سے وابستہ تھے یاذاتی ملکیت میں ہونے کے باعث مالک کے حکم کے تابع تھے۔آئے دن تغیر و تبدل اُن کا مقدّر تھا۔دوسرا گروہ اُن رسائل وجرائد کا ہے جن کی تعداد قلیل اور معیار بلند ہے۔ان میں سہ ماہی رسائل بھی شامل ہیں۔"صحیفہ" کا شمار دوسرے گروہ میں ہوتا ہے جو محققین یا نقادوں کے ذوق مطالعہ کی تسکین کا سبب ہیں اور تعلیمی درسگاہوں اور کتب خانوں میں موجود ہیں۔"صحیفہ" کے محرک اور بانی مدیر سید عابد علی عابد ہیں وہ اسے کس قسم کا جریدہ؟ بنانے کے طالب تھے۔

اس کا اشارہ اولین "صحیفہ" کے اداریے سے ملتا ہے:

> "ایک سہ ماہی مجلہ شائع کیا جائے جس میں ہر مکتبہ خیال کے ادیبوں، انشاء پردازوں اور شاعروں کی صحت مند نگارشات شامل ہوں۔ "صحیفہ" جہاں پختہ کار اور مشہور و معروف ادیبوں کا طالب ہے وہاں تمام نوعمر اور نئے لکھنے والوں کو دعوت نگارش دیتا ہے۔"صحیفہ" کا مسلک یہی ہے کہ ادبی روایت کو صحتمند اور توانا رکھا جا سکے تاکہ ادیب اور انشاء پرداز ماضی کی میراث سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔حال کے کوائف سے کاملاً مطلع ہوں اور مستقبل کی تعمیر ملحوظ خاطر رکھیں۔"(۱)

مجلس ترقی ادب لاہور کے جریدے کا اجراء سید عابد علی عابد کی تحریک سے ہوا۔عابد علی عابد مجلس کے مشاوراتی بورڈ کے ممبر تھے اس لئے وہ وقتاً فوقتاً بورڈ کے ممبران کو جریدہ کی تحریک دلاتے رہتے تھے اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک خط ناظم مجلس ترقی ادب امتیاز علی تاج کو لکھا اور جریدہ کے اجراء کا مشورہ دیا جسے مان لیا گیا اور یکم نومبر ۱۹۵۶ء کو مجلس کا اجلاس منعقد ہوا۔

اجلاس کی شق نمبر ۵ میں درج ہے:

"مجلس کی جانب سے اجرائی رسالہ کا مسئلہ زیر غور آیا طے پایا ہے کہ جناب سید عابد علی عابد کو ہدایت کی جاتی ہے کہ مکمل سکیم تیار فرمائیں اور اسے آئندہ اجلاس میں کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے۔"(۲)

ان کا اگلا اجلاس ۲۹ نومبر ۱۹۵۶ء کو زیر صدارت جناب خلیفہ عبد الحکیم منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں "صحیفہ" کے اجراء کی منظوری دے دی گئی۔ مجلس ترقی ادب لاہور کا ادبی جریدہ "صحیفہ" کا پہلا شمارہ ۲ جون ۱۹۵۷ء کو آب و تاب کے ساتھ شائع ہوا جو کہ ۲۶۴ صفحات پر مشتمل ہے تاہم مختلف ادوار میں اس کے صفحات کی تعداد بدلتی رہی۔ جنوری، فروری ۱۹۷۶ء میں چھپنے والے شمارے میں سرورق پر "مجلس ترقی ادب کا سہ ماہی مجلہ کی بجائے مجلس ترقی ادب کا علمی و ادبی مجلہ" لکھا جانے لگا۔ عابد علی عابد اور ڈاکٹر وحید قریشی کے بعد صحیفے کے لیے نئی مجلس ادارت قائم کی گئی۔ اس میں احمد ندیم قاسمی، کلب علی فائق اور یونس جاوید شامل ہوئے۔ تحقیقی و تنقیدی مضامین کے علاوہ تخلیقی ادب کی جملہ اصناف کو بھی شامل اشاعت کیا جانے لگا۔

سید عابد علی عابد نے جون ۱۹۵۷ء سے اکتوبر ۱۹۶۶ء تک (تقریباً دس سال) مجلس ترقی ادب لاہور کے ادبی جریدہ "صحیفہ" کی ادارت اول کی ذمہ داری نبھائی۔ یہ "صحیفہ" کی خوش نصیبی ہے کہ اسے پاکستان کے نامور علمی و ادبی شخصیت سید عابد علی عابد کی ادارت میسر آئی۔ سید علی عابد نے "صحیفہ" کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا۔ صحیفہ کو ادبی جرائد کی دنیا میں قابل قدر مقام ملنا اس مدیر اول کی محنت کا نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر اختر علی لکھتے ہیں:

"مجموعی طور پر صحیفہ کا معیار دوسرے ادبی رسائل کے مقابلے میں بلند رہا۔ اس میں پاک و ہند کے ادیبوں، نقادوں، محققوں اور انشاء پردازوں کے اہم مقالات و مضامین شائع ہوئے۔ شعری و نثری تخلیقات کو فروغ حاصل ہوا۔ ترجموں کے ذریعے دوسری زبانوں کا شعر و ادب پاکستانی قوم تک پہنچا۔ مزاحیہ و طنزیہ ادب سے قوم کے باذوق قارئین محظوظ ہوئے۔ صحیفہ کلاسیکی شعر و ادب، علوم اور تہذیبی و ثقافتی ورثوں کا امین و محافظ اور شارح رہا۔"(۳)

سید عابد علی عابد کی کاوشوں کے نتیجے میں ۲۹ نومبر ۱۹۵۶ء کو رسالے کے اجراء کا فیصلہ ہو گیا اور سید عابد علی عابد کو اس کا مدیر مقرر کیا گیا۔ رسالے کی ادارت سید صاحب کے لئے کوئی نیا تجربہ نہ تھا۔ وہ اس سے قبل بھی کئی جرائد و

رسائل کے مدیر رہ چکے تھے۔ بطور مدیر اُن کا معاوضہ پانچ سو روپے فی اشاعت رکھا گیا اور انہیں دو سو روپے فی اشاعت کے معاوضہ پر نائب مدیر رکھنے کا اختیار بھی دیا گیا۔ عابد علی عابد ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۶ء تک اس جریدے کی ادارت کرتے رہے۔ ڈاکٹر عبد الرؤف شیخ لکھتے ہیں:

"عابد نے کم و بیش پچیس سال تک ادبی جرائد ورسائل کی ادارت کی۔ وہ "دورِ جدید" اور "زرعی دنیا" کے بھی مدیر رہے۔ ۱۹۵۴ء میں روزنامہ "ملت" میں "فکاہیہ" کالم بھی لکھتے رہے۔ رسائل کی ادارت کے اعتبار سے عابد کی ادارتی خدمات کو دو واضح ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور کم و بیش سولہ برسوں پر محیط ہے جو ۱۹۲۳ء سے ۱۹۴۹ء تک، ہزار داستان سے دیال سنگھ کالج میگزین کی نگرانی اور ادارت تک دوسرا دور ۱۹۵۶ء سے ہفت روز "صادق" کی ادارت سے "صحیفہ" کی ادارت تک ہے۔ عابد اس (گل خزاں) کی ادارت سے ۱۹۵۶ء میں وابستہ ہوئے اور ۱۹۵۹ء تک اس رسالے کی ادارت کرتے رہے۔ اس کی مجلس میں عابد کی شمولیت نے انقلاب پیدا کر دیا۔ ضخامت کے اعتبار سے بہت چھوٹے رسالے کے وقیع نمبر شائع ہوئے۔ اگر عابد کے پاس وسائل ہوتے اور حالات بھی ساز گار ہوتے تو ان کے ذہن میں جو ادبی رسالہ "صحیفہ" کا خاکہ تھا وہ اسے مکمل کر لیتے تو یہ اردو ادب کے رسائل کی تاریخ میں گراں بہا اضافہ کرتے۔"(۴)

سید عابد علی عابد نے "صحیفہ" کو منفرد بنانے کی غرض سے صفحات کا ایک اہم حصہ مقالات اور مضامین کے لیئے مختص کیا اور اس باب کا نام "انجمن خیال" رکھا۔ اولین شمارہ جون ۱۹۵۷ء میں سید عابد علی عابد نے اس کے اداریہ (جمع متکلم) میں مجلس ترقی ادب کے قیام و مقاصد اور "صحیفہ" کے اجراء اور روایت کی اہمیت بارے روشنی ڈالی۔ نظموں کے باب کے لئے "یک نیستاں نالہ یک خمخانہ مئے" مزاحیہ مضامین کے لئے "خنداں گل" اور ڈرامے کے باب کے لئے "نیرنگ تماشا" جیسے عنوان کا انتخاب کیا۔ پہلے شمارے میں کتب پر تبصرے موجود نہ تھے لیکن جلد ہی دوسرے شمارے میں "تعصبات" کے عنوان کے تحت تبصروں کے باب کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ "حسن رہگزرے" غیر ملکی زبانوں کے تراجم کے لئے اور "زہے روانی عمرے" کے عنوان سے ابواب کا اضافہ کیا گیا۔

چوتھے شمارے میں مزید اضافہ کر کے "افسانہ آں شے" کا باب قائم کیا گیا جس میں بزرگوں کے حالات زندگی رقم کیے جانے لگے۔ سید عابد علی عابد کا ہی یہ اعجاز تھا کہ اولین شمارہ ہی سے پورے برصغیر پاک و ہند سے تخلیقات و نگارشات وصول

ہونے لگیں۔ ان میں مقالات، غزلیں، نظمیں، ڈرامے، افسانے اور مزاحیہ مضامین شامل تھے اور ان قلمی مضامین میں ملک کے نامور ادباء و شعراء شامل تھے۔

۴ ستمبر ۱۹۵۹ء کے اجلاس میں صحیفہ کو دوماہی جریدہ بنانے کا فیصلہ ہوا۔ دوماہی "صحیفہ" کے صرف تین شمارے گیارہواں (جنوری ۱۹۶۰ء)، بارہواں فروری، مارچ ۱۹۶۰ء اور تیرہواں (اپریل مئی ۱۹۶۰ء) شائع ہوئے۔ اس کے بعد پھر اسے سہ ماہی بنا دیا گیا۔ سید عابد علی عابد کلاسیک اور روایت سے محبت کرنے والے شخص تھے۔ ان کے اہم مباحث میں سے روایت کی اہمیت کو خاص مقام حاصل ہے۔ صحیفہ کے شمارہ اول میں ان کا مضمون ادب اور روایت شامل اشاعت ہے۔ اس میں انہوں نے روایت کی تعریف، بنیادی اصول اور اس کے علاوہ جدید ادا اور قدیم ادب کے فرق کو کچھ یوں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "جدید ادب سے مراد وہ ادب نہیں جو زمانی طور پر ہم سے قریب ہو۔ بیسویں صدی میں داغ دہلوی کی غزل قدیم اسلوب کا نمونہ ہے اور آج سے بہت پہلے نظیر اکبر آبادی کی منظومات جدید ادبی تخلیقات ہیں۔ جدت زمانی یا مکانی نہیں بلکہ ایک نقطہ نظر کا نام ہے۔ ایک اسلوب فکر سے عبارت ہے۔ جدید ادب وہ ہے جو حرکی عمل میں مدد و معاون ہو اور قدیم وہ ہے جو روایت کے ہیجان اور ارتقاء ناپذیر ذخیرہ میں اضافہ کرتا ہے۔"(۵)

عابد علی عابد کے دورِ ادارت میں "جمع متکلم" کے زیر عنوان لکھے جانے والے اداریے، اداریہ نویسی کے فن کا اہم سنگ میل ہیں۔ یہ اداریے "صحیفہ" کی جداگانیت و انفرادیت اور جدّت کی دلیل ہیں۔ روایتی اداریہ نویسی سے ہٹ کر سید عابد علی عابد نے ان اداریوں میں اہم علمی و ادبی بحثیں چھیڑی ہیں۔ ان میں روایت کی اہمیت (شمارہ اول) افسانے کی خاموشی (شمارہ دوم) نقاد کے لئے مشرقی و مغربی معائید نقد کی اہمیت (شمارہ سوم) علم قافیہ کی اہمیت (شمارہ سات) تعلیمی کمیشن کی سفارشات (شمارہ ۱۶) تراجم کی اہمیت (شمارہ ۲۲) آنگن اور ہفت کشور پر تنقید (شمارہ ۲۳) پاکستانی موسیقی (۲۷) ادبی دنیا کی خدمات (شمارہ ۲۸) ادب اور فحاشی شمارہ (۳۱) صحافت اور ادب کا باہمی روابط (شمارہ ۳۶) الفاظ کا تلفظ (شمارہ ۳۷) اہم اداریے ہیں۔

مجلس کے اجلاسوں میں صحیفہ کی افادیت مستقلاً زیر بحث رہتی۔ صحیفہ کے امور کی نگرانی کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ عابد علی عابد کے دور میں صحیفہ کو مالی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا جس کی بنیاد پر کمیٹی "صحیفہ" کے اخراجات کم کرنا چاہتی تھی۔ چودھویں شمارہ جولائی ۱۹۶۰ء کے بعد رسالے کو بند کرنے کا فیصلہ بھی ہوا مجلس کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ عابد علی عابد اسے تحقیقی مجلہ بنائے اور اسے عابد علی عابد کی کوششوں سے جاری رکھنے کا فیصلہ ہوا۔ سو عابد علی عابد نے کمیٹی کی منشاء

کے مطابق اسے تحقیقی مجلہ بنانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ عابد علی عابد نے "صحیفہ" میں دو ابواب "کچھ مشاہیر کے بارے میں" اور "کسب نور" کا اضافہ کیا۔ "کچھ مشاہیر کے بارے میں" مشاہیر کی نجی زندگی کے دلچسپ واقعات اور "کسب نور" میں مجلس کی مطبوعہ کتب سے اقتباسات شائع کیے جاتے۔

عابد علی عابد خود یہ اقتباسات منتخب کرتے اور شامل اشاعت کیے جاتے۔ "کسب نور" ۳۰ویں شمارہ جنوری ۱۹۶۵ء سے مجلس ترقی ادب کی اہم تالیفات کے اقتباسات کے لئے قائم کیا گیا اور ۳۷ویں شمارے تک اپنا نور پھیلاتا رہا۔ کل آٹھ شماروں میں اہم تالیفات سے اقتباسات شائع ہوتے رہے۔ کل ۲۹ کتب کے اقتباسات نے صحیفہ کے صفحات کو منور کیا۔ آخری شمارے کے لئے یہ فریضہ احمد رضا اور گوہر نوشاہی نے ادا کیا۔ "کچھ مشاہیر کے بارے میں" یہ عنوان صرف تین شماروں میں شائع ہو سکا اور کل آٹھ مشاہیر کی نجی زندگی کی جھلک دکھا سکا۔ سید عابد علی عابد اس باب کے قیام کی وجوہات کے بارے لکھتے ہیں:

> "پچھلے دنوں مجلس ترقی ادب کی صحیفہ ذیلی کمیٹی نے کچھ تجاویز مرتب کی تھیں۔ جنہیں مجلس نے بہ تمام و کمال منظور کر لیا یہ بھی طے پایا کہ مشاہیر کی نجی، ذہنی اور تصنیفی زندگی کے متعلق ایسی غیر مطبوعہ معلومات سلسلہ وار شائع کی جائیں جو اختصار کی وجہ سے ایک مضمون کا موضوع نہیں بن سکتیں۔ ان مختصر معلومات میں لطافت و ظرافت کو اساس تصور کیا جائے۔ یہ سلسلہ اسی شمارے سے شروع کر دیا گیا ہے۔ عنوان ہے "کچھ مشاہیر کے بارے میں"(۶)

مجلس ترقی ادب کی کارگزاری کے تحت مجلس کی تازہ ترین کتب پر تبصرے اور "رفتارِ ادب" کے عنوان کے تحت گزشتہ سہ ماہی کی کتب جو تبصرے کے لیئے موصول ہوتیں۔ ان پر تبصرہ لکھا جاتا۔ زیادہ تر تبصرے خود عابد علی عابد کرتے۔ علاوہ ازیں دیگر ادبی رسائل میں چھپنے والے اہم مضامین کا تعارف بھی دیا جاتا۔

کمیٹی نے یکم جنوری ۱۹۶۳ء میں ہمہ وقتی ایڈیٹر تعینات کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کے لئے مجلس نے جن اشخاص سے رابطہ کیا ان میں نذیر نیازی، مرزا ادیب، سید ذاکر اعجاز اور سید عابد علی عابد تھے۔ کمیٹی نے بہت غور و خوض کے بعد بالآخر سید عابد علی عابد کو ہی پانچ سو روپے ماہوار پر مستقل ایڈیٹر رکھ لیا۔

رُوداد اجلاس میں کچھ یوں لکھا ہے:

"صحیفے میں یکم جنوری ۱۹۶۳ء سے سید عابد علی عابد کا تقرر مستقل کر دیا جائے "صحیفہ "ٹائپ میں چھپے، ضخامت اوسط سو صفحہ ہو اور اس کی قیمت ڈیڑھ سو روپے مقرر کی جائے۔"(۷)

سید عابد علی عابد "صحیفہ "میں مستقل ملازم ہو گئے۔انہیں ان کی مرضی کے مطابق یکسوئی سے کام کرنے کی سہولت میسر نہ آئی۔ "صحیفہ "کے لئے مقرر کردہ کمیٹی آئے دن اس میں نئی اصلاحات لانے، اخراجات کم کرنے، معیار بڑھانے، صحیفہ بند کرنے یا جاری رکھنے پر بحث جاری رکھتی۔

۱۱۶کتوبر ۱۹۶۴ء کو مقتدرہ سب کمیٹی کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ:

"رسالہ کی علمی وافادی حیثیت خاطر خواہ ہے لیکن ضرورت ہے کہ اس کے معیار اور وقار کو مد نظر رکھتے ہوئے چند ایسی تبدیلیاں کی جائیں کہ محققین کے علاوہ علم وادب کے دوسرے شائقین کو بھی اس سے دلچسپی پیدا ہو۔"(۸)

عابد علی عابد نے "صحیفہ "کی اس ہیئت کو برقرار رکھا ابھی دو سال کا عرصہ بھی نہ گزرا تھا کہ مجلس کے ارکان کو ایک بار پھر صحیفہ میں تبدیلی کا خیال آیا اور طے پایا کہ صحیفہ کا مزاج منفرد بنایا جائے۔اسے "اردو"، "قومی زبان" اور "اردونامہ "کی طرح منفرد مزاج کا حامل بنایا جائے۔اس مقصد کے لئے طویل تجاویز دی گئیں اور ساتھ ہی یہ بھی از خود کہا گیا کہ شاید ایسا مزاج غالباً عابد علی عابد کی دلچسپی کا نہ ہو گا اور عابد علی عابد پر یہ واضح کر دینے کے بعد کہ صحیفہ کی ادارت سے علیحدہ ہونے پر ان کے مشاہرہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ مجلس ان سے ایک کتاب کی بجائے دو کتب لکھوا لیا کرے گی۔نئے ایڈیٹر کی تلاش بھی جاری کر دی گئی۔ عابد علی عابد ۳۷شمارہ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے بعد صحیفہ سے علیحدہ ہو گئے جبکہ ۳۸ویں اور ۳۹ویں شمارہ میں بھی بطور ایڈیٹر نام چھپا ۱۴فروری ۱۹۶۷ء کو ڈاکٹر وحید قریشی کو رسالہ "صحیفہ "کا اعزازی ایڈیٹر مقرر کر دیا گیا۔ڈاکٹر عبدالرؤف شیخ لکھتے ہیں:

"شمارہ نمبر ۳۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء آخری شمارہ تھا جسے سید عابد علی عابد نے مرتب کیا۔اس کے بعد کے دو شماروں پر بحیثیت مدیر عابد علی عابد کا نام درج ہے۔ مگر حقیقت میں وہ عابد علی عابد کے شاگرد رشید ڈاکٹر وحید قریشی نے مرتب کیے۔"(۹)

عابد علی عابد کے دورادارت میں "صحیفہ" میں تحقیقی، تنقیدی اور تخلیقی مضامین "شائع ہوتے رہے۔ "صحیفہ" کے مضامین و مقالات اپنی نوعیت میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ سید عابد علی عابد نے "صحیفہ" کے لیے لکھنے اور صحیفہ پڑھنے والوں کے لئے ایک معقول حلقہ پیدا کر لیا تھا۔ صرف ملک پاکستان سے ہی نہیں بلکہ پورے برصغیر سے مضامین اور مقالات ملتے رہے۔ عابد علی عابد نے "صحیفہ" کے صفحات میں از خود بحثیں شروع کروائیں۔ ان میں اہم اور دلچسپ ترین بحث رباعی کے بارے ہے جس پر عابد علی عابد، ریاض احمد، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر عندلیب شادانی کی اہم دلچسپ اور معلوماتی طویل بحث موجود ہے۔ دیگر اہم مقالہ نگاروں میں ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر محمد باقر، قاضی عبدالودود، شیخ محمد اسماعیل، مظفر علی سید، ڈاکٹر محمد صادق، ڈاکٹر صفدر حسین، سید وقار عظیم، سہیل بخاری، نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر وحید قریشی، نصر الدین ہاشمی، شوکت سبز واری جیسے اہم مقالہ نگار شامل ہیں۔

" صحیفہ " میں "تعصبات" کے عنوان کے تحت ہونے والے اکثر تبصرے تنقیدی دنیا کا بہترین ادب ہیں۔ اہم شعراء کی بہت عمدہ نظمیں شامل اشاعت کی گئیں وقت کے ساتھ ردوبدل ہوتا رہا۔ اسی طرح صحیفہ نے ایک ورائٹی فراہم کی ان سب سے بڑھ کر عابد علی عابد نے ان ۳۷ شماروں میں جو اداریے لکھے وہ علم وادب کا خزانہ ہیں۔ یہ اداریے ایک علیحدہ مستقل کتاب کی صورت میں شائع ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اداریہ گیارہ میں نیا معیار مقرر کیا جسے آج تک کوئی تسخیر نہیں کر سکا۔ شمارہ آٹھ "جمع متکلم" چار صفحات پر مشتمل یہ اداریہ سنہرے گہرے سیاہ حاشیے کے اندر لکھا گیا ہے اس میں مدیر "صحیفہ" نے پروفیسر احمد شاہ پطرس بخاری اور خلیفہ عبدالحکیم کی وفات پر انتہائی دکھ بھرے جذبات کا اظہار کیا ہے دیگر احباب جو داغ مفارقت دے چکے تھے ان کے نام بھی گنوائے ہیں۔ عابد علی عابد لکھتے ہیں:

> "معلوم ہوتا ہے کہ دانشوروں، نکتہ پردازوں اور بذلہ سنجوں کے گروہ کی قیادت بخاری کے سپرد تھی۔ ان کے جانے کے بعد جو محفلیں سونی سونی ہو گئی تھیں وہ کبھی کبھی خلیفہ عبدالحکیم کی وجہ سے جگمگ جگمگ کرنے لگی تھیں۔" (۱۰)

"تعصبات" کے عنوان کے تحت ۱۶ شماروں میں کل ۱۱۰ کتب پر تبصرے ہوئے بعض کتب کا صرف تعارف کروایا گیا بعض کتب پر باقاعدہ تبصرے لکھے گئے۔ عابد علی عابد نے بشیر احمد ڈار کی تصنیف "حکمائے قدیم کا فلسفہ اخلاق" پر ۹ صفحات کا تبصرہ لکھا۔ بیسویں شمارے کے بعد کتب پر تبصروں کے باب کا عنوان "مجلس ترقی ادب کی کارگزاری" رکھا گیا اس کے ذیلی عنوانات "مجلس ترقی ادب کی مطبوعات کا تعارف" اور "رفتار ادب" تھے۔ اول الذکر میں مجلس کی تازہ ترین مطبوعات پر تبصرے شائع ہوئے جبکہ "رفتار ادب" میں پاک و ہند میں شائع ہونے والی گزشتہ سہ ماہی کی کتب پر تبصرے شامل تھے۔ سید عابد علی عابد نے بیسویں شمارے کے اداریہ میں لکھا:

"رفتار ادب" کے لیے صحیفہ نے چالیس صفحات مختص کر دیے ہیں۔ امید ہے کہ اس کام کی اہمیت کے پیش نظر ناشرین تعاون کریں گے اور اہم ترین مطبوعات کا ایک ایک نسخہ ارسال فرمائیں گے۔ امید واثق ہے کہ یہ "صحیفہ" ناظرین کتب اور ناشرین کتب کے درمیان زیادہ گہرا ربط قائم کرنے کا وسیلہ بنے گا۔ تبصرے اور انتقاد کے لئے موضوع اور تالیف کے مطابق ماہرین کی خدمات حاصل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ بھارت کے جو اشاعتی ادارے اردو کی علمی وادبی کتابیں چھاپتے ہیں ان کا تعاون خاص طور پر مطلوب ہے کہ پاکستان کے ارباب نظر اور اہل علم ان کی کاوشوں سے آگاہ رہیں۔"(۱۱)

جمع متکلم "صحیفہ" کے اداریہ کا عنوان ہے۔ عابد علی عابد نے یہ عنوان "صحیفہ" کے اولین شمارہ جون ۱۹۵۷ء سے قائم کیا۔ یہ عنوان ۳۹ شمارے تک قائم و دائم رہا۔ بعد ازاں ڈاکٹر وحید قریشی نے "جمع متکلم" کی جگہ "اداریہ" کا عنوان منتخب کیا۔ انتالیس شماروں میں "جمع متکلم" کا عنوان باقاعدگی سے چھپتا رہا۔ عابد علی عابد کو اداریے کے لیے یہ عنوان کیوں پسند تھا؟ اس کی اصل وجہ تو عابد علی عابد ہی جانتے ہیں۔ البتہ اس کا پس منظر ڈھونڈنے کے لیے

جیلانی کامران لکھتے ہیں:

"وہ نسلی اعتبار سے اپنی ذات کے ارد گرد پھیلے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ وہ ضمیر مخاطب کی بجائے ضمیر جمع متکلم میں یقین رکھتے تھے۔ ان کی ضمیر متکلم "میں" دراصل ضمیر جمع متکلم "ہم" ہوتی تھی۔ ان کے نزدیک نہ تو ضمیر مخاطب کا کوئی معنی تھا اور نہ ہی ضمیر غائب ہی کا کوئی وجود تھا۔ عابد "ضمیر متکلم" کو "ضمیر جمع متکلم" میں بدلتے تھے اور پھر ہم میں بدل کر اپنے ہی عکس کو ذات اعلیٰ کا عکس سمجھتے تھے۔"(۱۲)

"جمع متکلم" کے عنوان سے شمارہ اول میں مجلس ترقی ادب کے قیام، مقاصد اور اجراء کے علاوہ کلاسیکی روایت کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ شمارہ نمبر ۲ "جمع متکلم" میں یہ احساس تحیر ہے کہ آخر افسانے کو چپ کیوں لگ گئی ہے وہ اس کے اسباب، چپ کی وجہ، تکنیک، اسلوب، ابلاغ واظہار کے بے شمار تجربے بتاتے نظر آتے ہیں۔ وہ افسانہ نگاروں کو تحریک دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ عابد علی عابد لکھتے ہیں:

"وقت ہر دم رواں دواں ہے اور ہر لمحہ اپنے ساتھ نئے مسائل اور نئی الجھنیں لے کر آتا ہے اور جب تک انسان نئے مسائل سے دوچار اور الجھنوں کا شکار رہے گا افسانہ نگار کو کبھی شکایت نہ ہوگی کہ اب کیا لکھیں۔"(۱۳)

شمارہ نمبر۳"جمع متکلم" یہ اداریہ چار صفحات کی مفید بحث پر مشتمل ہے۔ایسے نقادوں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اردو ادبیات کو پرکھنے کا حق نہ تو اُن لوگوں کو حاصل ہے جو انگریزی ادب پر مہارت رکھتے ہیں اور نہ ہی اُن لوگوں کو ہے جو فارسی اور عربی سے بخوبی واقف ہیں بلکہ اردو ادب کو پرکھنے کے لئے قدیم وجدید اور مشرق و مغرب کے اسلوب انتقاد پر عبور ضروری ہے۔

شمارہ نمبر ۵ میں تاریخی ناولوں کو موضوع بحث بنایا گیا شمارہ نمبر ے میں غزل کے بارے بحث کی گئی کہ قافیے کی پابندی غزل کو بے لچک بنا دیتی ہے۔شمارہ چودہ میں صدر ایوب کے تعلیمی کمیشن کے بارے میں اور اس کی سفارشات کے متعلق ہے۔شمارہ ۱۶ میں صدر ایوب کے تعلیمی کمیشن کی تجاویز اور سفارشات کی تعریف کی گئی ہے۔شمارہ نمبر ۱۷ مولانا عبدالمجید سالک کے بارے ہے۔شمارہ نمبر ۲۱ میں "اردو ادب کی ایسی تاریخ لکھی جانی چاہیے جس میں انتقاد کا عنصر بھی شامل ہو"شمارہ نمبر ۲۷ میں عابد علی عابد نے اس اداریہ میں غیر زبانوں کے علوم کو اپنی زبان میں تراجم کے ذریعے منتقل کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے امریکیوں اور عربوں کی مثالیں دیں کہ انہوں نے دوسری زبانوں کے علوم سے کس طرح استفادہ کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"یہ موقف بیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض حلقے بہ شدت و تکرار آواز بلند کر رہے ہیں کہ ہم تراجم کی طرف اتنے مائل ہو گئے ہیں کہ تخلیق کے چشمے خشک ہو گئے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ تخلیق کا مقام تراجم سے بلند ہے مگر غیر زبانوں کے ادب کو مد نظر رکھے بغیر طبع زاد تالیفات بھی بہر حال تشنہ اور ناقص ہو نگی۔"(۱۴)

شمارہ نمبر ۲۶"جمع متکلم" سائنس کے مضامین اور ادب کے متعلق بحث کی گئی ہے۔شمارہ نمبر ۲۸"ادبی دنیا" کے بارے لکھا ہے کہ یہ قدیم اور جدید کا امتزاج ہے اور یہ توقع کی گئی ہے کہ صلاح الدین احمد کی وفات کے بعد اس رسالے کی مجلس ادارت مرحوم کے ادبی مشن کو پورا کرے گی اور دوسرے حصے میں سید ہاشمی فرید آبادی کی موت پر اظہار افسوس کیا گیا ہے۔تیسرے حصے میں ریاض احمد کے نظریے کو رباعی کے یقین میں مطالب موضوع بھی دخیل ہیں، کو

رد کیا ہے۔ شمارہ نمبر ۳۱ میں ادب میں فحاشی اور عریانی کے تنازع پر بحث کی گئی ہے جو فرضی ناموں سے لکھتے ہیں اور ناشر فرضی ناموں سے مکروہ کتب چھاپتے ہیں۔

شمارہ نمبر ۳۳ "جمع متکلم" اس میں ۱۹۶۵ء کی جنگ کے حوالے سے ہندوستان کے سیکولرزم کی قلعی کھولی گئی ہے۔ شمارہ نمبر ۳۴ میں امید ظاہر کی گئی ہے کہ اعلان تاشقند کے بعد مسئلہ کشمیر حل ہو جائے گا۔ شمارہ نمبر ۳۵ "جمع متکلم" تاریخِ ادب کی ترتیب نو کے متعلق آراء ہیں۔ شمارہ نمبر ۳۶ "جمع متکلم" صحافت اور ادب کے باہمی روابط پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ شمارہ ۳۷ "جمع متکلم" اس اداریہ میں سید انشاء کی کتاب "دریائے لطافت" پر بحث کی گئی ہے۔ عابد علی عابد لکھتے ہیں:

> "ا(جب اردو زبان کسی زبان کے لفظ کو اپنالے تو اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کے معانی میں تغیر و تبدل کر دے۔ (ب) اس کی املاء تبدیل کر دے (ج) اصلی معنی بر قرار رکھ کر دلالتوں کے مختلف پہلوں بدل دے۔" (۱۵)

تبصرہ نگاری ایک مشکل فن ہے جس میں ایجاز کا اعجاز دکھانا ہوتا ہے اور موضوع زیر تبصرہ پر اس انداز میں گفتگو کرنی ہوتی ہے کہ پوری جامعیت کے ساتھ اصلی موضوع کے مصائب و محاسن سامنے اٹھ کر آ جائیں عیب جوئی اور بے جا توصیف سے بھی مبصر کا دامن پاک ہونا چاہیے۔ تبصرے میں ژرف نگاہی سے کام لینا بھی ضروری ہے۔ اس کڑے معیار پر "صحیفہ" کے بیشتر تبصرے پورے اترتے ہیں۔ "صحیفہ" کے تبصروں میں نہ بے جا توصیف ہے اور نہ ہی بے جا عیب جوئی۔ تبصروں کی اکثریت جامعیت اور ژرف نگاہی کی اعلیٰ دلیل ہے۔ "صحیفہ" میں سب سے زیادہ تبصرے سید عابد علی عابد کے تحریر کردہ ہیں۔ عابد علی عابد کے تبصروں میں دو واضح انداز ملتے ہیں ایک انتہائی سطحی انداز اور دوسرا مخصوص انداز۔ اس بارے میں ڈاکٹر عبدالرؤف شیخ لکھتے ہیں:

> "عابد کے ادبی مقام کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اکثر و بیشتر تبصروں کو ناخوشگوار کام سے دوچار ہونا پڑا ہو گا لیکن ایک مرحلہ ایسا بھی ہے جب سے تبصرہ نگاری عابد کے فرائض منصبی میں داخل ہو گئی وہ "صحیفہ" کی ادارت کا زمانہ ہے۔ یہ تبصرے اپنے موضوعات کے اعتبار سے مختلف اور متنوّع ہیں۔ شعر و ادب، تاریخ، فلسفہ، نفسیات، اخلاقیات، جمالیات، لسانیات اور تراجم وغیرہ عابد کے تبصروں میں دو واضح انداز ملتے ہیں۔ ایک تو ایسے تبصرے ہیں جو انتہائی سطحی ہیں اور ان میں زیر تبصرہ کتب سے متعلق نوعیت کی معلومات فراہم کر دی گئی ہیں۔ دوسرے وہ تبصرے ہیں جن میں عابد نے

> زیر تبصرہ کتاب پر اپنے مخصوص انداز میں نظر ڈالی ہے اور بغیر لگی لپٹی رکھے
> کتاب کے معائب و محاسن کو بیان کر دیا ہے۔ انتقادی لحاظ سے یہ تبصرے
> نہایت اہم ہیں۔"(۱۶)

صحیفہ کے تبصرہ نگاروں کی بڑی تعداد علمی و ادبی اور تحقیقی و تنقیدی ادباء و شعراء کی ہے جن میں عابد علی عابد، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر سلیم اختر، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر محمد باقر، جیلانی کامران، ڈاکٹر ریاض فاروقی اور ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار قابل ذکر ہیں۔ ان تبصروں کے ذریعے نہ صرف ان کتب کے بارے معلومات ملتی ہیں بلکہ تبصرہ نگاروں کے قلم سے تحریر ہونے والے تبصروں میں متعلقہ صنف اور اس سے متعلقہ فن کے بارے میں وہ گراں مایہ معلومات حاصل ہوتی ہیں جن کے حصول کے لئے سینکڑوں کتب کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔

"غزل" علمی و ادبی جریدہ کے اجزائے ترکیبی کا لازمی جزو ہوتا ہے تو گویا "صحیفہ" میں بھی غزل کو اہمیت حاصل رہی۔ غزل کی اشاعت "صحیفہ" کی اشاعت جون ۱۹۵۷ء سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ عابد کی خوش مزاجی نے اس باب کا عنوان "یک چمن گل" رکھا۔ اولین شمارے میں چھ شعراء کی کل ۱۹ غزلیں شائع ہوئیں اور بیسویں شمارے میں جولائی ۱۹۶۲ء سے یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور عابد علی عابد کے اس چھوڑے ہوئے سلسلے کو ۱۴ سال بعد احمد ندیم قاسمی نے جنوری ۱۹۷۲ء میں دوبارہ شروع کیا۔ "صحیفہ" میں نظموں کی اشاعت کا سلسلہ "یک نیستاں نالہ یک خمخانہ مئے" کے عنوان سے شمارہ اول جون ۱۹۵۷ء سے شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ "صحیفہ" کے انیسویں شمارہ تک جاری رہا اور اسی طرح کل ۱۵ شماروں میں نظموں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد یہ سلسلہ رک گیا۔ لیکن فروری ۱۹۷۶ء میں احمد ندیم قاسمی کے دورِ ادارت میں اس سلسلے کو دوبارہ شروع کیا گیا۔

"مجلس ترقی ادب کی کارگزاری" کا باب سید عابد علی عابد نے ۲۱ شمارے سے شروع کیا وہ "رفتار ادب"، "مجلس کی کتب پر تبصرے" اور "مضامین کا تعارف" اس کے ذیلی عنوان تھے۔ عابد علی لکھتے ہیں:

> "مقالہ نما میں اہم ترین مضامین کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ مضمون نگار
> نے جو موقف اختیار کیا ہے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا۔ صرف اسے پیش
> کر دیا گیا ہے یہی مسلک مستقبل میں قائم رہے گا۔"(۱۷)

مجلہ "صحیفہ" میں بشمول کہانی کی اشاعت اس کے اولین شمارے جون ۱۹۵۷ء سے شروع ہو گئی اولین فن پارے میں معروف افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی کا افسانہ "بیٹے بیٹیاں" شائع ہوا۔ مدیر "صحیفہ" عابد علی عابد خوبصورت اصطلاحات و تراکیب وضع کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ انہوں نے کہانیوں کے باب کے لئے "داستان طرازی" کا عنوان

منتخب کیا اور اس باب کی وساطت سے قاری کو معیاری افسانوی ادب فراہم کیا اولین شمارے میں چار افسانے شائع ہوئے۔ چاروں افسانوں پر عابد علی عابد نے تبصرہ کیا اور اُن کے فن کے بارے میں لکھا۔

احمد ندیم قاسمی اور اُن کے فن کے بارے میں عابد علی عابد لکھتے ہیں:

> "قاسمی صاحب طبعاً شاعر ہیں۔اس لئے جب وہ افسانہ لکھتے ہیں تو نئی تشبیہات و استعارات اور علائم و رموز کا استعمال اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ جو فن کار دقیق اور لطیف واردات اور کیفیات کو شعر کا پیرہن عطا کر سکے۔ اس کے لئے نثر میں دقیق سے دقیق اور نازک سے نازک معاشرتی مسائل کی تصویر کھینچنا مشکل نہیں۔ شعر کیلئے سہل ممتنع کے کلمات اکثر استعمال کیے جاتے ہیں۔اگر قاسمی کے افسانے کو بھی سہل ممتنع کہا جائے تو بے جانہ ہو گا۔"(۱۸)

افسوس کہ عابد علی عابد نے ایسے تبصرے لکھنے کی روش ترک کر دی ورنہ ادب پڑھنے والے اسے پرکھنے کے قابل بھی ہو جاتے "داستان طرازی" کا باب کل ۱۵ شماروں ۱ تا ۱۴ اور پھر ۱۶ میں اشاعت ہوا۔ اس دوران کل ۵۶ افسانے شائع ہوئے جن میں ۴۸ طبع زاد اور ۸ تراجم شدہ ہیں۔ "داغ ہائے سینہ" کا باب "صحیفہ" کے صرف دو شماروں میں شائع ہوا چونتیسویں اور چھتیسویں شمارے میں عابد علی عابد نے خلاف معمول اس باب کے قیام کے بارے میں کہیں کوئی وضاحت نہیں کی۔ البتہ چونتیسویں شمارہ میں اسی عنوان "داغ ہائے سینہ" کے عین نیچے یہ شعر درج ہے۔

> "تازہ خواہی راشتن گر داغ ہائے سینہ را
> گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را"
> (۱۹)

چونتیسویں شمارے میں عابد علی عابد نے عزیز لکھنوی کا ایک شعر غالب کا ایک قطعہ اور نظم طباطبائی کا ایک قصیدہ شامل کیا ہے۔ یہ تینوں ایک ہی زمین میں ہیں۔

عزیز لکھنوی کا شعر درج ذیل ہے:

''بہ پاس خاطرِ رندانِ بادہ خوار برس
برس برس کے دن اے ابرِ نوبہار برس''
(۲۰)

عابد علی عابد بطور ایڈیٹر، ایڈیٹنگ کے تمام اصول و ضوابط کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ وہ مسودات کو بغور مطالعہ کرتے، کوئی غلطی ہوتی تو اُسے دور کر دیتے۔ مجلس کی پالیسیوں کا خیال رکھتے، مذہبی بحث یا ملکی مفاد کے خلاف لکھا ہوا مضمون یا مقالہ ''صحیفہ'' کی زینت نہیں بن سکتا تھا وہ ساقط الوزن شاعری کو بھی ناپسند فرماتے اور صحیفہ میں چھاپنے سے گریزاں ہوتے۔ رسالے کی ترتیب و زیبائش عابد علی عابد کے حسن ذوق کا نتیجہ ہے۔ وہ ''صحیفہ'' کے ذریعے قاری کا شعور اور دلچسپی بیدار کرنے میں کامیاب ہوئے۔ عابد علی عابد جب ''صحیفہ'' سے الگ ہوئے تو ناظم مجلس ترقی ادب لاہور سید امتیاز علی تاج نے اپنے اداریہ میں لکھا:

''رسالے کا مزاج، اس کی ترتیب اور اس کی زیبائش سب ان ہی کے فن ذوق کا نتیجہ تھی وہ نہ صرف ''صحیفہ'' کے بانیوں میں سے تھے بلکہ ''صحیفہ'' اور عابد ایک ہی شے کے دونام سمجھے جاتے تھے۔ ان حالات میں ان کی ادارت چھوڑنے کا ہمیں دلی قلق ہے۔ عابد صاحب کے زمانہ ادارت میں ''صحیفہ'' نے کلاسیکی اور ثقہ ادبی ذوق کی تسکین کے ساتھ ساتھ نئے ادیبوں کی حوصلہ افزائی کی عابد صاحب قدیم و جدید کے امتزاج کے قائل ہیں۔ ''صحیفہ'' کے ذریعے انہوں نے صرف علمی ذوق رکھنے والے قارئین کا حلقہ وسیع کیا بلکہ عام قاری کا شعور بیدار کرنے میں کامیاب ہوئے۔ ہمارے مشرق میں ہمہ جہت عالم کا جو تصور پچھلی صدیوں میں تھا عابد صاحب اس کی مثال ہیں۔''(۲۱)

سید عابد علی عابد کے دور ادارت کے اولین چودہ پرچے جو اُن کے اپنے مزاج سے ترتیب پائے اور کمیٹی برائے ''صحیفہ'' نے جب تک مداخلت نہ کی تھی وہ مجلاتی صحافت کا مینارہ نور ہیں۔ اگر عابد علی عابد کو اُن کی طبع کے موافق کام کرنے دیا جاتا تو ''صحیفہ'' صحافت کا رخشندہ حوالہ بن جاتا۔

''صحیفہ'' اور عابد علی عابد کے تعلق کے بارے میں ڈاکٹر عبدالرؤف شیخ لکھتے ہیں:

''عابد نے ''صحیفہ'' کو ایسا ادبی، علمی اور تحقیقی مجلہ بنا دیا تھا کہ ''صحیفہ'' اور عابد ایک دوسرے کی پہچان بن گئے تھے۔ وہ ''صحیفہ'' کے بانی مدیر تھے ان کی روایت کو ڈاکٹر وحید قریشی نے تابندہ تر کر دیا لیکن آج کل یہ ادبی رسالہ جس کسمپرسی کے عالم میں ہے اسے دیکھ کر عابد کے دور کو ہی دورِ زریں کہنا ہو گا۔''(۲۲)

ادبی مجلہ ''صحیفہ'' کی اس ۱۰ سالہ (جون ۱۹۵۷ تا اکتوبر ۱۹۶۶ء) ادبی خدمات، اس کے امتیازات، مضامین و مقالات، تبصروں اور مشاہیر کی آراء اسے صف اول کا مجلہ قرار دینے کا تقاضا کرتی ہیں اور اسے نہایت موقر علمی و ادبی رسائل کی صف اول میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ ''صحیفہ'' کا اولین دور یقیناً مجلاتی صحافت کے لیے نمونہ ہے اور ہمعصر ادبی جرائد کے لئے قابل رشک ہے۔ بحیثیت مجموعی ادب کے فروغ میں ''صحیفہ'' کا کردار اپنی مثال آپ ہے۔ ''صحیفہ'' جس مقصد کے لئے جاری کیا گیا تھا اُس نے اس مقصد کی تکمیل کی ہے اور کر رہا ہے۔ ''صحیفہ'' آسمان صحافت پر بلاشبہ تابندہ ستارے کی عمدہ مثال رہا ہے اور رہے گا۔

حوالہ جات

۱۔ عابد علی عابد، سید، اداریہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ اول، جون ۱۹۵۷ء، ص ۷

۲۔ رُوداد اجلاس مجلس ترقی ادب، لاہور منعقدہ یکم نومبر ۱۹۵۶ء

۳۔ اختر علی، ڈاکٹر، صحیفہ کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ جولائی ستمبر ۱۹۸۵ء، ص ۱۵۴

۴۔ عبدالرؤف شیخ، ڈاکٹر، سید عابد علی عابد: شخصیت اور فن، بزمِ اقبال، لاہور، ۱۹۹۳ء، ص ۷۵، ۷۴

۵۔ عابد علی عابد، ادب اور روایت، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ اول، جون ۱۹۵۷ء، ص ۲۱۳

۶۔ عابد علی عابد، اداریہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ ۳۰ جنوری ۱۹۶۵ء، ص ۶

۷۔ روداد اجلاس، مجلس ترقی ادب لاہور، منعقدہ ۷ جنوری ۱۹۶۳ء

۸۔ روداد اجلاس، مجلس ترقی ادب، مقتدرہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۴ء، ص ۱

۹۔ عبدالرؤف شیخ، ڈاکٹر، سید عابد علی عابد: شخصیت اور فن، ص ۷۷

۱۰۔ عابد علی عابد، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ نمبر ۸، مارچ ۱۹۵۹ء، ص ۷

۱۱۔ عابد علی عابد، سید (مرتب)، تعصبات، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ ۳۹، مارچ ۱۹۵۹ء

۱۲۔ جیلانی کامران، عابد علی عابد، انسان اور شعر، مشمولہ: صحیفہ عابد نمبر، شمارہ نمبر ۵۶، جولائی ۱۹۷۱ء، ص ۳۷

۱۳۔ عابد علی عابد، اداریہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ نمبر ۲، ستمبر ۱۹۵۷ء، ص ۷

۱۴۔ عابد علی عابد، اداریہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ نمبر ۲۲ جنوری ۱۹۶۳ء، ص ۷

۱۵۔ عابد علی عابد، اداریہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ ۳۷، اکتوبر ۱۹۶۶ء، ص ۵

۱۶۔ عبدالرؤف شیخ، ڈاکٹر، سید عابد علی عابد: شخصیت اور فن، ص ۶۴۷

۱۷۔ عابد علی عابد، سید، اداریہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء، ص ۸

۱۸۔ عابد علی عابد، اداریہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ اول جون ۱۹۵۷ء، ص ۹

۱۹۔ عابد علی عابد (مرتب)، داغ ہائے سینہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ ۳۹، جنوری ۱۹۶۶ء، ص ۵۶

۲۰۔ عابد علی عابد (مرتب)، داغ ہائے سینہ، مشمولہ: صحیفہ، ص ۴۹

۲۱۔ امتیاز علی تاج، سید، اداریہ، مشمولہ: صحیفہ، شمارہ ۴۰ جولائی ۱۹۶۷ء، ص ۱

۲۲۔ عبدالرؤف شیخ، ڈاکٹر، سید عابد علی عابد: شخصیت اور فن، ص ۴۹۷

References:

1. Abid Ali Abid, Syed, “Idariyah,” Mashmoolah: Sahifah, Shumara Awwal, June 1957, p. 7.
2. Rudad-e-Ijlas, Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, Lahore, Mun‘aqidah 1 November 1956.
3. Akhtar Ali, Dr., “Sahifah ka Tahqiqi-o-Tanqidi Mutala‘ah,” Mashmoolah: Sahifah, Shumara July–September 1985, p. 154.
4. Abdul Rauf Sheikh, Dr., Syed Abid Ali Abid: Shakhsiyat aur Fan, Lahore: Bazm-e-Iqbal, 1993, pp. 74–75.
5. Abid Ali Abid, Adab aur Riwayat, Mashmoolah: Sahifah, Shumara Awwal, June 1957, p. 213.
6. Abid Ali Abid, “Idariyah,” Mashmoolah: Sahifah, Shumara 30, January 1965, p. 6.
7. Rudad-e-Ijlas, Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, Lahore, Mun‘aqidah 7 January 1963.
8. Rudad-e-Ijlas, Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, Lahore, Mun‘aqidah 16 October 1964, p. 1.
9. Abdul Rauf Sheikh, Dr., Syed Abid Ali Abid: Shakhsiyat aur Fan, p. 77.
10. Abid Ali Abid, Mashmoolah: Sahifah, Shumara 8, March 1959, p. 7.
11. Abid Ali Abid, Syed (Murattib), “Ta‘assubat,” Mashmoolah: Sahifah, Shumara 39, March 1959.

12.Jilani Kamran, Abid Ali Abid, Insan aur Sha‘ir, Mashmoolah: Sahifah Abid Number, Shumara 56, July 1971, p. 37.
13.Abid Ali Abid, "Idariyah," Mashmoolah: Sahifah, Shumara 2, September 1957, p. 7.
14.Abid Ali Abid, "Idariyah," Mashmoolah: Sahifah, Shumara 22, January 1963, p. 7.
15.Abid Ali Abid, "Idariyah," Mashmoolah: Sahifah, Shumara 37, October 1966, p. 5.
16.Abdul Rauf Sheikh, Dr., Syed Abid Ali Abid: Shakhsiyat aur Fan, p. 647.
17.Abid Ali Abid, Syed, "Idariyah," Mashmoolah: Sahifah, Shumara 21, October 1962, p. 8.
18.Abid Ali Abid, "Idariyah," Mashmoolah: Sahifah, Shumara Awwal, June 1957, p. 9.
19.Abid Ali Abid (Murattib), Daagh-e-Ha-e-Sinah, Mashmoolah: Sahifah, Shumara 39, January 1966, p. 56.
20.Abid Ali Abid (Murattib), Daagh-e-Ha-e-Sinah, Mashmoolah: Sahifah, p. 49.
21.Imtiaz Ali Taj, Syed, "Idariyah," Mashmoolah: Sahifah, Shumara 40, July 1967, p. 1.
22.Abdul Rauf Sheikh, Dr., Syed Abid Ali Abid: Shakhsiyat aur Fan, p. 497.